سابق سوویت یونین میں اقبال اور اقبالیات

(ایک مختصر جائزہ)

طاش مرزا

سابق سوویت یونین میں علامہ محمد اقبال پر زیادہ تر کام تین ریاستوں روس، ازبکستان اور تاجکستان میں ہوا۔ جس میں بنیادی کردار ماسکو نے ادا کیا۔ تاجکستان میں علامہ سے متعلق کام زیادہ تر اُن کے فارسی کلام کی نشر و اشاعت سے متعلق ہے، جو مختلف رسائل اور اخباروں میں شائع ہوتا رہا۔ علامہ کا ایک مجموعۂ کلام پیام مشرق دوشنبہ سے تاجک زبان میں شائع ہوا۔ سید عبدالواحد کی *Thoughts and Reflections of Iqbal* کا ترجمہ بھی شائع ہوا۔ علامہ پر تاجک محقق عبداللہ غفاروف کی تحقیق بھی قابل ذکر ہے۔

تاجک اقبالیات کے فروغ میں اقبال اکادمی، لاہور کا کردار قابلِ ذکر ہے۔ ۱۹۹۹ء میں اکادمی نے لاہور سے تاجک زبان میں اقبال نامہ شائع کیا جو تاجک اقبال شناسوں کے اٹھارہ مضامین پر مشتمل مجموعہ ہے۔ ان مضامین کے متنوع موضوعات میں علامہ کی فکر کے مختلف پہلوؤں کو موضوعِ تحقیق بنایا گیا ہے۔ چند مضامین کے موضوعات یہ ہیں: ''محمد اقبال اور مولانا رومی''، ''اقبال اور آج کی دنیا''، ''علامہ کی شاعری میں جدت پسندی''، ''اقبال کے فلسفہ میں آزادیِ انسان''، ''قومی مسائل اور اقبال'' وغیرہ۔ اپنے موضوعات کے لحاظ سے یہ کتاب بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے تاجکستان میں علامہ محمد اقبال کی فکر سے شناسائی بڑھے گی اور اقبالیات کے نئے محققین کے لیے معاون بھی ہوگی۔

سوویت عہد میں علامہ محمد اقبال پر سب سے زیادہ تحقیقی اور علمی کام روس میں ہوا۔ علامہ کے کلام اور ان کے نظریات پر مشرقی فلسفے کے نامور محقق Nikolay Anikeev نے قابل قدر کام کیا۔ انھوں نے ''اقبال کے فلسفہ میں فرد کے مسائل'' اور ''اقبال کے سماجی و سیاسی نظریات'' جیسے مقالے روسی زبان میں لکھ کر اہل نظر سے شاعرِ مشرق کا تفصیلی تعارف کرایا۔ پھر فاضل محقق نے ایک کتاب محمد اقبال: عظیم مفکر اور شاعر تحریر کی۔ یہ کتاب کئی ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں ''انسان اور اس کی زندگی کا مقصد''، ''شاعر کی سماجی سرگرمیاں''، ''فرد اور معاشرہ: اقبال کے نظریات''، ''سرمایہ داری نظام کا نکتہ چیں'' اور ''مستقبل کے معاشرہ کا تصور'' جیسے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ انیکیف نے علامہ محمد اقبال پر متعدد مقالات مختلف

روسی جریدوں میں شائع کیے۔

مشرقی فلسفے کی ایک مشہور محقق خاتون Margarita Stepanyants نے بھی کافی تحقیقی کام کیا ہے۔ انھوں نے روسی میں تحریر کردہ اپنی کتاب *Philosophy & Sociology in Pakistan* میں علامہ محمد اقبال کے فلسفیانہ شعور کا ہمہ گیر اور گہرا مطالعہ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے اقبال پر متعدد مضامین بھی تحریر کیے۔

روس میں مطالعۂ اقبال کے حوالے سے L. Gordon-Polonskaya کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ انھوں نے اقبال اور مسلم نیشنلزم پر کافی تحقیقات پیش کیں۔ ماسکو سے اقبال کے ایک سو سولہ اشعار پر مشتمل شائع ہونے والی بانگ درا نامی کتاب پر انھوں نے ایک طویل دیباچہ لکھا۔

علاوہ ازیں اقبال پر سب سے زیادہ اور جامع کام ایک اور خاتون دانشور Natalia Prigarina نے انجام دیا۔ پریگارینا روسی اقبالیات کی نامور شخصیت ہیں۔ ان کا روسی میں لکھا مقالہ ''اقبال کی فلسفیانہ شاعری میں انسان دوستی'' اور دو نہایت ہی عالمانہ کتابیں *Poetics of Iqbal's Works* اور *Muhammad Iqbal's Poetry* خاص طور پر پسند کی گئیں۔ ان کتابوں میں مصنفہ نے اقبال کی شاعری اور اس کی شعری خصوصیات کا جامع تجزیہ کیا ہے۔ پریگارینا کی علامہ محمد اقبال پر تصانیف کا دوسرا پہلو کلامِ اقبال کے ترجمے اور نشر و اشاعت سے متعلق ہے۔ آپ نے ۱۹۸۱ء میں انتخاب کلامِ اقبال کے نام سے روسی میں ایک ضخیم کتاب مرتب کر کے شائع کی۔ اس کتاب میں علامہ کے دو سو تین اشعار شامل کیے گئے تھے۔ کتاب مصنفہ کے ایک خوبصورت پیش لفظ سے شروع ہوتی ہے، جس میں اقبال کی حیات اور کارناموں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ نتالیہ پریگارینا کے ایک مقالے میں علامہ محمد اقبال کی شعری اصطلاحات کا عمیق مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

۱۹۵۶ء میں ماسکو سے ہندوستانی شعراء کے کلام کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی جس میں ہندوستان کی مختلف زبانوں میں لکھنے والے دس شعراء کا کلام شامل تھا۔ ان میں سب سے زیادہ جگہ اقبال کو دی گئی ہے۔ اس مجموعے میں شاعرِ مشرق کے ساڑھے چار سو اشعار کا روسی ترجمہ دیا گیا ہے۔

۱۹۸۲ء روسی اقبالیات کے حوالے سے بہت اہم رہا۔ اس سال ماسکو سے علامہ محمد اقبال پر کم و بیش بیس مقالات پر مشتمل ایک عالمانہ مجموعہ شائع ہوا۔ اس میں روسی محققین کے علاوہ جرمنی کی مشہور اقبال شناس این میری شمل، ہندوستان کے علی سردار جعفری اور جگن ناتھ آزاد کے پُر مغز مضامین بھی شامل ہیں۔ کتاب میں علامہ کی شخصیت اور ان کی بعض تصانیف کا تعارف و تجزیہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ کچھ مقالے تقابلی انداز میں تحریر کیے گئے ہیں۔ مثلاً ''جلال الدین رومی اور اقبال کا انسان کامل''، ''محمد اقبال اور گوئٹے''، ''اقبال اور دانتے'' اور ''نذیر احمد اور محمد اقبال''۔ یہ مقالے تحقیقی تجزیے کے اعتبار سے نہایت عمدہ ہیں۔ جناب جگن ناتھ کا مقالہ ''اقبال، اسلام اور موجودہ دور'' اپنی اہمیت کے حوالے سے خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔

ازبکستان میں بھی علامہ محمد اقبال پر کافی قابلِ توجہ کاوشیں سامنے آئیں، جن میں تحقیق اور ترجمے کے کام بھی ہیں۔ ازبک اقبالیات میں ڈاکٹر سعد اللہ یولداشیف کا نام سرِفہرست ہے۔ علامہ محمد اقبال پر ان کے لکھے ہوئے مقالات کی تعداد بیس سے متجاوز ہے۔ موصوف کو اقبالیات کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی ملی ہے۔ اُن کے مقالے کا عنوان تھا: Iqbal's Philosophy of Life۔ ان کے چند مقالات کے عنوانات یہ ہیں: ''اقبال کے ہاں احترام آدمی''، ''علامہ کا فلسفیانہ شعور''، ''محمد اقبال''، ''اقبال فلسفی شاعر کی حیثیت سے''، ''محمد اقبال: آئیڈیل معاشرہ کے بارے میں'' وغیرہ۔ ان کے تحقیقی مقالات ازبکستان سے باہر بھی شائع ہوتے رہے۔ انھوں نے لاہور میں منعقدہ تیسری بین الاقوامی اقبال کانگریس (۱۹۹۸ء) میں شرکت کی اور ''وسط ایشیا، محمد اقبال کی نظر میں'' کے عنوان سے اپنا مقالہ پڑھا جو بعد میں وہاں سے شائع بھی ہوا۔ اس مقالے میں فاضل محقق لکھتے ہیں کہ محمد اقبال مشرق کے البیرونی، ابونصر فارابی اور ابن سینا جیسی عظیم ہستیوں سے کافی متاثر تھے اور انھوں نے اپنے تحقیقی مقالے Development of Metaphysics in Persia کو مرتب کرنے میں ان حضرات کی فکر سے بھی کافی استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ سعد اللہ یولداشیف نے کچھ ایسے مقالے بھی تحریر کیے، جن میں علامہ محمد اقبال کا موازنہ مسلم مشرق کے مشہور علماء و فضلاء سے کیا گیا ہے۔ مثلاً ''ابونصر فارابی اور محمد اقبال کے ہاں مثالی معاشرے کا تصور''۔

اقبال کے حوالے سے یولداشیف کا ایک اور قابلِ تحسین کام یہ ہے کہ انھوں نے اقبال کے اسّی اشعار کا انتخاب کیا اور ازبک زبان کے نامور شاعروں سے ان کا ترجمہ کروایا اور اپنے تعارفی کلمات کے ساتھ تاشقند سے کتابی شکل میں شائع کیا۔ یہ شعری مجموعہ ازبک قارئین میں بہت مقبول ہوا۔ پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہونے والی یہ کتاب ایک سال میں ہی ختم ہوگئی۔

حال ہی میں علامہ محمد اقبال پر سعد اللہ یولداشیف کی ایک کتاب The Eternal Philosophy of Allama Muhammad Iqbal اقبال اکادمی لاہور نے شائع کی ہے۔ فاضل مصنف کو اسے مطبوعہ شکل میں دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ وہ اس سے پہلے ہی تاشقند میں اچانک انتقال کر گئے تھے۔ سعد اللہ یولداشیف کی وفات سے ازبکستان میں اقبال شناسی کی روایت کو ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے۔

۱۹۵۸ء میں تاشقند سے روسی زبان میں شعرائے ہند کے عنوان سے ایک ضخیم مجموعہ شائع ہوا جو برصغیر کی آٹھ زبانوں میں لکھنے والے پچاس شاعروں کے کلام پر مشتمل تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کتاب میں بھی سب سے زیادہ جگہ علامہ محمد اقبال کے اشعار کو دی گئی تھی۔ اس میں اقبال کے ''ساقی نامہ''، ''جگنو''، ''شاعر''، ''چاند اور تارے''، ''بہار'' اور بہت سی دیگر نظمیں شامل کی گئی ہیں۔

اس کے بعد بھی اقبال کے بعض اشعار ازبکستان کے ''پراودا واستوکا''، ''شرق یولدوزی'' اور دوسرے اخباروں اور جریدوں میں چھپتے رہے، جو یہاں کے قارئین میں بہت مقبول اور مشہور ہوئے۔

ازبکستان میں علامہ محمد اقبال پر دیگر محققین عاشور بائف اور آرتے قوف کے مقالات بھی شائع ہوئے ہیں۔

جب یونیسکو نے ۱۹۷۷ء کو ''سال محمد اقبال'' کے طور پر منائے جانے کا اعلان کیا تو ازبکستان میں بھی اس حوالے سے متعدد تقریبات منعقد ہوئیں، مقالے لکھے اور پڑھے گئے۔ بعد میں تاشقند سے روسی زبان میں ایک کتاب محمد اقبال مشرق کا عظیم شاعرو مفکر شائع ہوئی۔ اس میں علامہ کے اشعار اور ان کے نظریات کی مختلف جہتیں اجاگر کرنے والے آٹھ مقالات شامل تھے۔ مثلاً ''اقبال کی شاعری''، ''علامہ کے کلام میں وطن اور انسان''، ''اقبال کی سیاسی اور اجتماعی سرگرمیاں''، ''علامہ کا فلسفیانہ شعور'' اور ''شاعر کی حیات اور کارنامے''۔ اس مجموعے میں ایک مقالہ ''محمد اقبال آزادی پسند افغانوں کا ترجمان'' کے عنوان سے ہے۔ اس کے مؤلف ازبکستان کے نامور پشتو شناس ڈاکٹر عارف بیگ عثمان تھے۔ ڈاکٹر عارف نے اپنی ساری زندگی پشتو زبان وادب کے مطالعے اور تبلیغ کے لیے وقف کیے رکھی۔ اپنی تحقیق کے سلسلے میں انھوں نے کئی سال افغانستان میں بھی گذارے۔ فاضل محقق کی یہ دِلی تمنا تھی کہ وہ سرحد کے اس پار یعنی پاکستان میں مقیم پختونوں کے طرزِ زندگی اور ان کی زبان وادب پر بھی تحقیقی کام کریں لیکن اُن کی یہ آرزو دل ہی میں رہ گئی۔ ان کے اس خواب کو پورا کرنے کی سعادت ان کے صاحب زادے آئبیگ عثمان کو نصیب ہوئی، جو آج کل پاکستان میں ازبکستان کے سفیر کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

علامہ محمد اقبال اور اردو کے حوالے سے یہاں یہ وضاحت نامناسب نہ ہوگی کہ ازبکستان میں اردو زبان وادب کی درس وتدریس ۱۹۴۷ء یعنی برصغیر کی آزادی کے زمانے سے اب تک باقاعدگی سے ہو رہی ہے۔

جب ۱۹۹۲ء میں ازبکستان میں ''تاشقند مشرقیاتی انسٹی ٹیوٹ'' نامی ایک بڑا تعلیمی ادارہ قائم کیا گیا تو شعبۂ اردو بھی یہاں منتقل ہو کر اس کا جزو لاینفک بن گیا۔ اور آج تک وہ اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

دو سال قبل اس شعبے میں ایک نہایت ہی خوش آئند اضافہ ہوا، جس کا انتظار ہمیں مدتوں سے تھا۔ سفارت خانۂ پاکستان کی طرف سے اس انسٹی ٹیوٹ کے لیے ایک عمدہ ''پاکستان سنٹر'' بھی تعمیر کیا گیا۔ یہاں آج کل اردو کی کلاسیں اور مختلف پروگرام ہوتے ہیں۔

گذشتہ کئی سالوں سے ازبک۔ پاکستان دوستی انجمن اور مشرقیاتی انسٹی ٹیوٹ کے اساتذہ وطلبہ، پاکستانی سفارتخانے کے اشتراک وتعاون سے نومبر میں شاعرِ مشرق پر پروگرام منعقد کر رہے ہیں۔ اب ان سرگرمیوں میں نئے قائم شدہ پاکستان سنٹر کے ارکان بھی فعال کردار ادا کریں گے۔ امید ہے کہ اس روایت کو برقرار رکھ کر علامہ محمد اقبال کے ازبک شائقین اقبال شناسی اور اردو زبان وادب کی شمع فروزاں کیے رکھیں گے۔

❁❁❁